Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۸/۴۳ | الاتوار - ۱۹ - رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ - ۱۴ - امان ۱۳۷۲ ہش - ۱۴ - مارچ ۱۹۹۳ء | نمبر ۶۲

اپنی محبت کا خود امتحان کریں

انسان اپنی محبت کا خود امتحان کرے۔ اگر اس کو اس سوختہ دل عاشق کی طرح چلتے پھرتے، بیٹھتے اٹھتے غرض ہر حالت میں بیداری کی ہو یا خواب کی، اپنے محبوب کا ہی چہرہ نظر آتا ہے اور کامل توجہ اسی کی طرف ہے تو سمجھ لے کہ واقعی مجھے خدا تعالیٰ سے ایک عشق ہے۔ اور ضرور ضرور خدا تعالیٰ کا پرکاش اور پریم میرے اندر موجود ہے۔

(ملفوظات جلد اوّل صـ ۲۱۲)

آنیوالے مظالم سے نجات کی یہی راہ ہے کہ مسلمان فوراً صبر کی پناہ میں آجائیں

جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے بوسنیا کے مہاجرین سے غیر معمولی محبت کا سلوک کر رہی ہے

البانیہ کے مسلمانوں نے صبر کا مشورہ قبول کیا اور آنے والی تباہی سے بچ گئے

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ۔ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ فرمودہ ۵۔ تبلیغ ۱۳۷۲ ہش (۵۔ فروری ۱۹۹۳ء) جو مواصلاتی سیارے کے ذریعے دنیا بھر میں براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا

یہ خطبہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ایک ہی نیکی کا مختلف رنگ میں بیان

(-) قرآن کریم میں بسا اوقات ایک ہی نیکی کو مختلف رنگ میں مختلف الفاظ میں مختلف آیات کریمہ میں بیان فرمایا جاتا ہے اور نتیجہ" بعض دفعہ خدا تعالیٰ کی بعض صفات بیان فرمائی جاتی ہیں۔ بعض دفعہ بعض اور صفات بعض دفعہ ایک نتیجہ ثواب کا دکھایا جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایک اور نتیجہ ثواب کا دکھایا جاتا ہے درحقیقت گہرے غور سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف صورت حال میں کی جانے والی نیکی دراصل مختلف تقاضے رکھتی ہے۔ اور انسانی حالات کے بدلنے سے نیکی کے اجر بھی بدلتے رہتے ہیں (-) ایک ایسی تجارت کا ذکر فرمایا گیا جس کے نتیجے میں انسان کو عذاب عظیم سے نجات ملے گی حالانکہ باقی جگہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے نتیجے کے طور پر مثبت رنگ میں ثواب کا ذکر ملتا ہے۔ جنت ہوگی نہروں والی۔ یہ ثواب ہوگا یا یہ ثواب ہوگا۔ بہت ہی خوبصورت جزا کے نقشے کھینچے گئے ہیں۔ لیکن اس آیت میں یہ مختلف انداز ہے کسی مثبت اجر کا وعدہ نہیں بلکہ ایک منفی عذاب سے بچنے کی خوشخبری ہے (-) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت کی خبر دوں (-) جو تمہیں بہت ہی دردناک عذاب سے بچائے گی (-) وہ تجارت کیا ہے۔ اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول پر۔ اور اس کی راہ میں یعنی اللہ کی راہ میں مجاہدہ کرو (-) اپنے اموال کے ذریعے اور اپنی جانوں کے ذریعے (-) تمہارے لئے یہ بہت بہتر ہے۔ کاش کہ تم جانتے۔

گذشتہ خطبے میں بوسنیا کے مسلمانوں پر ہونے والے جن مظالم کا ذکر کیا گیا تھا ان کے تعلق سے مجھے اس آیت کا یہ مفہوم سمجھ آیا کہ انسان جب دنیا میں دردناک حالات سے متاثر ہوتا ہے یا ظلم کسی اور پر توڑا جا رہا ہوتا ہے اور اس سے ہمدردی رکھنے والا دل کسی اور جگہ بیٹھا کٹ رہا ہوتا ہے۔ بسا اوقات ایسے وقت میں عذاب عظیم سے بچنے کے لئے انسان کی توجہ خصوصیت سے دعاؤں کی طرف پھرتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صرف دعاؤں سے کام نہیں چلے گا۔ دعائیں وہی مقبول ہوتی ہیں جنہیں نیک اعمال رفعتیں بخش رہے ہوں۔ پس جب بھی تم عذاب الیم کے نمونے دنیا میں دیکھو تو تمہیں ایک ایسے دردناک عذاب سے بچنے کے لئے بھی مجاہدہ کرنا چاہئے۔ جو انسانوں کے عائد کردہ دردناک عذاب سے بہت زیادہ دردناک ہوگا۔ وہ عذاب عظیم ان لوگوں کے لئے مقدر ہے جو بنی نوع انسان پر دردناک عذاب وارد کرتے ہیں۔ دنیا میں جتنی بدیاں ہیں ان کے نتائج ان بدیوں سے براہ راست ایک نوعیت کا تعلق رکھتے ہیں۔ عذاب بھی اسی نوعیت کا ملتا ہے جیسی بدی ہو۔ اور ثواب بھی اسی نوعیت کا ملتا ہے جیسی نیکی ہو۔ پس قیامت کے دن دردناک عذاب انہی لوگوں کو ملے گا جو اس دنیا میں خدا کے بندوں کو دردناک عذاب میں مبتلا کرتے ہیں۔ اور بعض دفعہ یہ وعدہ دنیا میں بھی پورا ہوتا ہے مگر لمبے عرصے کے بعد۔ کیونکہ قرآن کریم نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کرکے یہ فرمایا کہ بعض چیزیں جو ہم تیرے دشمنوں کے لئے وعدہ کر رہے ہیں انہیں ضرور ملیں گی۔ کچھ ہو سکتا ہے تو اپنی زندگی میں دیکھ لے کچھ تیری زندگی کے بعد دکھائی جائیں گی۔ کچھ اس دنیا کے عذاب ہیں کچھ اُس دنیا کے عذاب ہیں۔ کیونکہ خدا کا تناظر اور ہے اور بندے کا تناظر اور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ ساری کائنات ایک سطح کی طرح ہے۔ اس میں نہ کوئی ماضی ہے نہ حال نہ مستقبل وہ ایک ایسی نظر سے سب واقعات کو اور کائنات کو دیکھ رہا ہے جیسے اس کی تصویر سامنے بچھ گئی ہو۔ پس یہ دنیا ہو یا وہ دنیا ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وقت کی کوئی جلدی نہیں اور خدا کے صبور ہونے کا ایک یہ بھی مطلب ہے۔ انسان بے صبرا ہوتا ہے وقت کی نسبت سے۔ اور جتنا وقت آہستہ گذرے اور نتیجے سے زیادہ پیار ہو۔ ان دونوں کے درمیان ایک ایسی نسبت ہے کہ وقت آہستہ گذرے تو نتیجہ دُور دکھائی دینے لگتا ہے۔ نتیجہ جس سے پیار ہو اس کے انتظار میں وقت ویسے ہی آہستہ گذرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں بے صبری پیدا ہوتی ہے مگر وہ خدا جو SPACE TIME کا خدا ہے ایسی کائنات کا خدا ہے جہاں فضا اور مکان اور وقت دونوں ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے ہیں۔ اور ایک ہی چیز کے دو جزو بن جاتے ہیں۔ جیسے دو دھاگوں سے ایک چیز بُنی جا رہی ہو۔ اسی طرح عالم وجود وقت اور SPACE دونوں کی بُنتی کا نام ہے۔ وہ خدا جو وقت اور مکان سے بالا ہے اس کو یہ ساری چیزیں اپنے سامنے کھلی ہوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دکھائی دے رہی ہیں۔ اور اس لئے اسے انتظار میں بے صبری نہیں پیدا ہو سکتی۔ جسے چیز سامنے دکھائی دے اس طرف بھی اور اُس طرف بھی۔ اس کے لئے بے صبری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس حقیقت میں اللہ ہی کی ذات صبور ہے ورنہ انسان خواہ کتنا ہی صبر والا ہو کچھ نہ کچھ صبر کے عدم کی کیفیات بھی اس کے ساتھ لگی رہتی ہیں۔ کچھ نہ کچھ بے چینی ضرور رہتی ہے۔

اللہ نہ سزا میں جلدی کرتا ہے نہ جزا میں

(۔) جس چیز سے محبت ہو۔ وہ اگر سامنے دکھائی نہ دینے لگے تو ظاہر ہے کہ اس کے انتظار میں ایک تکلیف کی سی حالت پیدا ہوتی ہے۔ اُسی کو بے صبری کہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو یہ دنیا ہو یا وہ دنیا عملاً حقیقتاً کوئی بھی فرق نہیں۔ اس لئے وہ عذاب میں بھی کوئی جلدی نہیں کرتا۔ اور بعض دفعہ عطا میں بھی جلدی نہیں کرتا۔ عطا میں جلدی کرتا ہے۔ ہماری بے صبری کی خاطر کچھ دے دیتا ہے۔ جیسا کہ ہماری جماعت میں کثرت سے یہ مشاہدہ کیا گیا ہے کہ بعض دفعہ اِدھر نیکی کی اُدھر جزاء مل گئی۔ ہاتھوں ہاتھ نقدوں نقد سودے چل رہے ہیں لیکن وہ حقیقت میں جزا نہیں ہے۔ وہ ایک مٹھاس کا لقمہ ہے۔ چکھایا جا رہا ہے۔ جیسے کوئی ماں کھانا پکا رہی ہو اس کی خوشبو بڑی اچھی اُٹھ رہی ہو بچہ پاس سے گذرتا ہے تو اسے بلا کر ماں تھوڑا سا چکھا دیتی ہے۔ یہ مطلب تو نہیں کہ سارا کھانا ہی اس کو مل گیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بھی نہ سزا میں جلدی کرتا ہے نہ جزا میں جلدی کرتا ہے۔ ہاں چکھاتا ہے۔ چنانچہ بعض دفعہ عذاب کے بھی لقمے چکھائے جاتے ہیں۔ (۔)

بوسنیا کے مسلمانوں سے جماعت احمدیہ کا محبت بھرا سلوک

بوسنیا کے متعلق اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہر ملک میں جہاں جہاں بھی بوسنیا کے مہاجرین ہیں، غیر معمولی محبت کا سلوک کر رہی ہے اور بہت محنت کر رہی ہے۔ چنانچہ جو تفصیل سے رپورٹیں ملتی ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ بعض لوگ تو وقف ہو گئے ہیں اس بات کے لئے۔ دن رات بوسنیا کے مظلوموں کی خدمت کرنا۔ ان سے تعلقات استوار کرنا۔ ان کو (بیوت الذکر) میں لے کے آنا یا ان تک پہنچ کر ان کو نیکی کی باتیں پہنچانا پھر ہمدردی کے عملی تمام ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے ان کے زخموں کو مندمل کرنے کی کوشش کرنا۔ یہ اب یورپ کی جماعتوں میں ایک عام دستور ہے۔ اور انگلستان میں خصوصیت کے ساتھ بہت اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے اور میں بہت ہی اللہ تعالیٰ کے احسان کے ساتھ اس بات کا ذکر کرتا ہوں کہ یہاں کی لجنہ کو خصوصیت سے بہت عمدہ خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ چنانچہ چند دن پہلے اسلام آباد میں بوسنین خواتین اور بچوں پر مشتمل ایک بڑا قافلہ آیا۔ دو تین جگہ کی لجنات کی شاخوں نے جس کا انتظام کیا اور بڑی محنت سے احمدی خواتین ان کے گھروں تک پہنچیں ان کو ساتھ لے کر آئیں۔ اور کافی دلچسپ ایک مجلس لگی۔ دلچسپ ان معنوں میں تھی کہ جو آنسو اس مجلس میں بہتے تھے وہ خوشی کے بھی تھے اور غم کے بھی تھے۔ ان چہروں کو جس نے نہیں دیکھا اس کو تصوّر نہیں ہو سکتا کہ کیسی عجیب کیفیات کے حامل وہ چہرے تھے۔ ایک طرف اسلام کے نام پر بے لوث محبت کے نتیجے میں پگھلے جا رہے تھے۔ اور دوسری طرف ان کو اپنے دردناک ماضی کی یادیں آتی تھیں جو قریب کا ماضی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں چہرے پر عجیب قسم کی وحشت دَوڑنے لگتی تھی۔ بعض آنکھوں میں مسکراتے ہوئے بھی اتنا گہرا غم تھا کہ ان میں ڈوب کر انسان کے دل میں ہَول اُٹھتا ہے۔ کہ کس گہرائی کا غم ہے۔ جس کی کوئی اتھاہ دکھائی نہیں دیتی۔

بوسنیا کے مسلمانوں پر ناقابلِ بیان مظالم

اس ضمن میں خدام الاحمدیہ کے سابق صدر صاحب کو میں نے جو کام سپرد کئے تھے ان میں ایک یہ بھی تھا کہ بوسنیا وغیرہ کے متعلق نظر رکھیں کیا ہو رہا ہے۔ دانشور کیا کہہ رہے ہیں اور مختلف سمت سے جو بوسنیا کے حق میں ان کے حالات کے متعلق مختلف سمت سے آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جواب تک کے مضامین اکٹھے کر کے دیئے ہیں ان میں سے بعض ایسے مضامین ہیں جو فی الواقعہ پڑھے نہیں جا سکتے۔ پچاس ہزار سے زائد مسلمان خواتین کی جس دردناک ظالمانہ طریق پر بے حرمتی کی گئی ہے اس کی تفصیل بیان کرنے کا یہ نہ موقعہ ہے نہ مجھ سے ہو سکے گی۔ لیکن ان میں سے اکثریت کو پھر بہیمانہ سلوک کے بعد بڑے ہی ناقابل بیان طریق پر ذبح کیا گیا ہے یا گولیاں مار کر مارا گیا ہے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتے ہوئے اتنے مظالم ہیں کہ آپ ان کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔ کس کس طریق پر کیسے کیسے مظالم توڑے گئے۔ اور بہت سے ایسے مظالم ہیں جہاں ظلم کرنے والوں نے بعض دوسرے یورپین انٹرویو لینے والوں کو انٹرویو کے دوران بڑے فخر سے بتایا کہ ہم یہ یہ کرتے ہیں اور ہمیں اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ تو بہت ہی دردناک حالات ہیں اور یہ دردناک حالات ایک غیر منصفانہ دَوڑ میں ایک جگہ سے دوسری جگہ بھی منتقل ہو سکتے ہیں۔

انصاف سے خالی دلوں کا نیو ورلڈ آرڈر

یہ دَور ناانصافیوں کا دَور ہے۔ یہ جو نیو ورلڈ آرڈر کا تصوّر ہے یہ کوئی خدا کا تقویٰ رکھنے والوں کا نیو ورلڈ آرڈر تو نہیں ہے۔ یہ اللہ سے اور بندوں سے محبت کرنے والوں کا نیو ورلڈ آرڈر تو نہیں ہے۔ یہ انصاف اور رحم سے خالی دلوں کا ورلڈ آرڈر ہے۔ ایک ایسی تعلّی کی آواز ہے جو آپ کو سنائی دے رہی ہے۔ جب ایک ظالم دیکھتا ہے کہ اس کے ہاتھ روکنے والا دوسرا ظالم اب میدان میں نہیں رہا۔ اور پھر چنگھاڑتا ہوا اپنے شکار پر حملہ آور ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کوئی میرے ہاتھ روک نہیں سکتا۔ ایسے حالات بعض یہ جو نقشے جانوروں کے دکھائے جاتے ہیں۔ تصویروں میں دکھائی دیتے ہیں۔ ایک جانور کو گرا کر زخمی کر کے ایک درندہ اس کو کھانے پر تیار بیٹھا ہے۔ ایک اور درندہ دوسری طرف سے آ جاتا ہے۔ اور دونوں ایک دوسرے پر کچھ دیر غرّاتے ہیں اور اس کے بعد ایک جو کمزور ہے وہ چھوڑ کر بھاگ جاتا ہے۔ پھر وہ جس طرح بھنبھوڑتا ہے بے فکر ہو کر اور جس طرح بھنبھوڑنے والے درندے پر یعنی فاتح درندے کے چہرے پر جیسے آثار ہوتے ہیں۔ بے تکلف ظلم کے۔ کہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے پوچھنے والا۔ آج کی دنیا میں طاقتور قوموں کا یہی حال ہے۔ یہ نیو ورلڈ آرڈر ہے جس کو دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔

عالم اسلام پر دنیا بھر میں ہونے والے مظالم

اور آپ دیکھیں۔ عالم اسلام پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو آپ کو ایک طرف بوسنیا دکھائی دے گا ایک طرف فلسطین دکھائی دے گا ایک طرف کشمیر اور بمبئی اور ہندوستان کے بعض دوسرے علاقے دکھائی دیں گے۔ پھر آپ کو عراق میں مختلف مناظر نظر آئیں گے۔ کہیں وہ شیعہ یا کُرد اقلیتیں ہیں جن پر کہا جاتا ہے کہ صدّام حسین نے ظلم کئے تھے کہیں سارے عراق کے باشندے ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ایک ڈکٹیٹر کے جبر کے نیچے مجبور ہیں اور اس کے مقابل پر اُن سب پر عرصۂ حیات تنگ کر دینے کی ظالمانہ کارروائیاں یہ کہتے ہوئے ان کو مجبور کرنا کہ جب تک تم صدّام حسین کو اپنے اوپر سے ہٹاؤ گے نہیں ہم تم پر ظلم کرتے رہیں گے۔ عجیب و غریب انصاف کے نئے تصوّر کھینچے جا رہے ہیں جن کی کسی معمولی عقل رکھنے والے کو بھی سمجھ آ ہی نہیں سکتی کہ کیسا انصاف ہے۔ ایک طرف فلسطین کا حال ہے وہاں چھوٹی سی حکومت چھوٹے سے دائرے میں رہنے والی رعونت میں بہت بڑھی ہوئی حکومت ہے اور وہ جب چاہے جس طرح چاہے بے چارے نہتے فلسطینیوں پر جس رنگ میں چاہے ظلم کرتی چلی جائے اور اس کے متعلق جب کوئی آواز اٹھتی ہے تو اس پر بڑی قوموں کا ایک ردِّ عمل ہے۔ دوسری طرف بوسنیا کے مسلمانوں پر مظالم کا ایک ردِّ عمل ہے۔ تیسری طرف کشمیر کے اور ہندوستان کے دوسرے مسلمانوں پر مظالم کا ایک ردِّ عمل ہے۔ پھر عراق کی بات ہے۔ ان سب کا آپ موازنہ کر کے دیکھیں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہر جگہ پیمانے بدلے ہیں۔ کہیں آنکھیں بند کر لی گئی ہیں۔ تو ذکر ہی کوئی نہیں چل رہا۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ کشمیر میں مسلمانوں پر ایسے زبردست مظالم توڑے جا رہے ہیں کہ خود ہندو منصف مزاج لوگوں میں اور صاحب حق لوگوں نے اس کے خلاف بڑی شدّت سے آواز اٹھائی ہے۔ حکومت کی قائم کردہ تحقیقاتی کمیٹیوں نے ثابت کیا ہے کہ بہت ہی بہیمانہ مظالم ہماری فوج کی طرف سے مظلوم مسلمانوں پر توڑے گئے ہیں۔ لیکن کوئی ذکر آپ کو نہیں ملے گا کہ یہاں کوئی واقعہ بھی ہو رہا ہے۔ لیکن چونکہ عراق نے کسی وقت، کہا جاتا ہے، شیعوں پر ظلم کئے تھے یا کُردوں پر کئے تھے ان موہوم ظلموں کی یاد میں عراق کی ساری آبادی کو مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ ایک طرف یہ انصاف ہے۔

اسرائیل کی رعونت کا حال

دوسری طرف اسرائیل کا حال ہے کہ تمام دنیا کی اپیلوں کو ردّ کرتے ہوئے تمام دنیا کی طرف سے بارہا توجہ دلانے کے باوجود یونائیٹڈ نیشنز میں اس موضوع پر بحثوں کے باوجود اسرائیل اپنی جگہ پہ اَڑا رہا کہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ میں اُن چار سَو فلسطینی مسلمانوں کو واپس اپنے ملک میں لے لوں جن کو اسرائیل کی حکومت نے جبراً اپنے ملک سے نکال باہر پھینکا ہے۔ جن کا کوئی بھی ملک نہیں۔ جن کو مدد دینے کے لئے جو کوششیں کی جاتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں اُن کی راہ میں بھی خود اسرائیل روک ہے۔ بہت ہی دردناک حالات میں وہ کیمپوں میں زندگی گذار رہے ہیں۔ ان کے متعلق ساری دنیا کی اپیلیں ردّ کی جا رہی ہیں۔ کہ ہمیں کوئی پرواہ نہیں۔ جب یہ معاملہ سیکورٹی کونسل میں پہنچا تو ابتدائی ریزولیوشن کے الفاظ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اگر منظور ہو گئے تو اسرائیل کے لئے کوئی فرار کی راہ باقی نہیں رہے گی۔ بڑے شدت کے الفاظ کے ساتھ جس طرح عراق کے خلاف استعمال کئے گئے تھے۔ اس سے ملتے جلتے کچھ تھے۔ ایسے سخت نہ سہی لیکن یہ مطالبہ تھا سیکورٹی کونسل سے کہ ایک ریزولیوشن پاس کرو کہ اسرائیل نے اگر ان ۴۰۰ مسلمانوں کو واپس قبول نہ کیا تو ان کے خلاف (پابندیاں) SANCTIONS عائد کی جائیں گی۔ یعنی پابندیاں عائد کی جائیں گی کہ ان کے خلاف تمام دنیا کے تجارتی اور دیگر روابط کٹ جائیں۔ اس کا جواب جو اسرائیل نے دیا وہ آپ لوگوں نے ٹیلی ویژن میں بھی دیکھا ہوگا اخبارات میں بھی اور ریڈیو میں بھی سُنا ہوگا۔ ایسی بے باکی سے سر اٹھا کہ یونائیٹڈ نیشنز کی آواز کو ٹھوکر ماری ہے۔ جیسے کوئی بھونکنے والے کتّے کا منہ توڑتا ہے۔ اور امریکہ کے صدر کو ان الفاظ میں مخاطب کیا کہ تم کر کے تو دیکھو!

احمدیہ ہوسٹل کا ایک پُرانا واقعہ

اور اس کا جو نتیجہ نکلا اس پر مجھے ایک پرانے زمانے کا احمدیہ ہوسٹل کا ایک واقعہ یاد آ گیا جب ہم گورنمنٹ کالج میں پڑھا کرتے تھے۔ تقسیم ہند سے پہلے کی بات ہے وہاں ایک دفعہ راجہ محمد اسلم صاحب جو بہت ہی کسی زمانے میں، مخلص تو اُس وقت بھی تھے، لیکن بڑے ذہین مشہور تھے۔ مقابلے کے امتحانوں میں گولڈ میڈل لینے والے۔ ان کا ایک صدمے کی وجہ سے دماغ پھر گیا تھا۔ تو وہ بے چارے اُس حالت میں احمدیہ ہوسٹل میں آ کر قیام پذیر ہوئے جبکہ سر پر یہ جنون سوار تھا کہ میں لوگوں کی شادیاں کرواؤں اور آج بھی کئی احمدیوں کے دماغ میں ہے یہی میں کسی دن ذکر کروں گا۔ ان کو شادیوں کا شوق اس لئے تھا کہ جس وجہ سے وہ پاگل ہوئے تھے وہ شادی کے ہی سلسلے میں ایک صدمہ تھا۔ بہت ہی قابل انسان بہت ہی مخلص اور فدائی غیر معمولی ذہین لیکن اس ٹھوکر میں آ کر ان کا دماغ چل گیا۔ ہفتہ قریباً گذر گیا احمدیہ ہوسٹل میں بیٹھے بیٹھے۔ وہ آئے دن لوگوں کے رشتے جوڑتے تھے۔ کسی لڑکے کو پکڑ لیا کہ آؤ میں نے تمہارے لئے فلاں رشتہ ڈھونڈا ہے۔ کسی کو پکڑ لیا کہ فلاں رشتہ ڈھونڈا ہے۔ کسی کو دوسری شادی کسی کو تیسری شادی کی تلقین۔ آخر سپرنٹنڈنٹ صاحب جو بہت شریف النفس تھے بہت نرم دل اور تحمل سے بات کرنے والے تھے وہ آخر تنگ آ گئے۔ انہوں نے ایک دفعہ صبح کی نماز کے بعد راجہ صاحب کو مخاطب کر کے بڑے ادب سے فرمایا کہ دیکھیں راجہ صاحب میں آپ کا احترام کرتا ہوں۔ بڑی عزت ہے۔ لیکن قانون قانون ہی ہے۔ دیکھیں اب جماعت کا قانون ہے کہ کوئی غیر طالب علم جو اس ہوسٹل کا باشندہ نہیں ہے۔ یہاں نہیں رہ سکتا۔ اور آپ کو سات دن ہو گئے ہیں۔ میں بڑے ادب سے آپ سے بات کر رہا ہوں۔ مہربانی فرما کر یہ جگہ چھوڑ دیں۔ تو انہوں نے فوراً پلٹ کر ان سے کہا کہ سپرنٹنڈنٹ صاحب یہ آپ حکم دے رہے ہیں یا درخواست کر رہے ہیں۔ چونکہ ان کی دیوانگی کا ایک رعب تھا اور سپرنٹنڈنٹ صاحب ویسے ہی ذرا شریف النفس بہت نرم دل کے آدمی تھے۔ انہوں نے گھبرا کر کہا راجہ صاحب میں عرض کر رہا ہوں۔ درخواست کر رہا ہوں۔ فوراً راجہ صاحب نے کہا

چل اوئے ٹیکیا - نامنظور

پنجابی محاورہ ہے 'ٹیکیا' مجھے تو اب تک اس کا مطلب سمجھ نہیں آیا۔ لیکن ایک تحقیر کا لفظ ہے کوئی۔

چل اوئے ٹیکیا - نامنظور

کہ اگر درخواست ہے تو نامنظور ہے۔ تو وہ جو تحکمات تھے اسرائیل کے سلسلے میں اب وہ درخواست بن گئے ہیں۔ جب اسرائیل نے اسی دیوانگی کے عالم میں جو تکبّر اور رعونت سے پیدا ہوتی ہے مڑ کر کہا کہ بتاؤ یہ ریزولیوشن کیا ہونے والا ہے۔ حکم دینے لگے ہو یا درخواست کرنے لگے ہو تو انگلستان نے جس نے ریزولیوشن پیش کیا تھا بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضور ہم درخواست کر رہے ہیں۔ اس کا جواب وہی ہوگا جو میں بتا چکا ہوں کہ

چل اوئے ٹیکیا - نامنظور

یہ ایک پیمانہ ہے انصاف کا اور دنیا میں امن قائم کرنے کا جو مغربی قومیں آپس کے تعلقات میں برتتی ہیں۔

مغربی قوموں کے انصاف کے مختلف معیار

جب یوگوسلاویہ کے دہریہ یا عیسائی ظالم ہوں اور مسلمان مظلوم ہوں جب فلسطین کے بے چارے مظلوم۔ دنیا کے ستائے ہوئے مسلمان مظالم کا نشانہ بنائے جا رہے ہوں اپنے ساتھی یہودی، سفید فام یہودی ظلم کرنے والے ہوں تو انصاف کے تقاضے، امن کے قائم کرنے کے پیمانے سب کچھ بدل جاتے ہیں۔ دوسری طرف اگر مسلمان کو ظالم کے طور پہ پیش کیا جائے خواہ وہ مسلمانوں پر ہی کر رہا ہو۔ برداشت نہیں ہوتا ان سے کہ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر ظلم کرے۔ کہتے ہیں دیکھو یہ صدّام حسین کیسا مسلمان بنا پھرتا ہے اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم کرتا ہے۔ ہم دنیا کی آزاد قومیں برداشت کیسے کر سکتی ہیں کہ کوئی مسلمان اپنی رعونت میں اپنے مسلمان بھائیوں پر ظلم کرے۔ جب بابری مسجد کے نتیجے میں مظالم کا ایک سلسلہ شروع ہوتا ہے تو کہتے ہیں دیکھو یہ ان کی باتیں ہیں۔ ملک کے اندر کیسے کوئی دخل دے سکتا ہے۔ ہندوستان ایک آزاد ملک ہے۔ کشمیر کا معاملہ ہندوستان کا معاملہ۔ بابری مسجد کے قصّے ہندوستان کے قصّے۔ بیرونی طاقتوں کو کیا حق ہے کہ کسی اور ملک کے اندر جا کر دخل اندازی کریں۔ تو یہ ہے انصاف کا عالم۔ اور یہ نیو ورلڈ آرڈر ہے۔

بظاہر چھوٹی لیکن فی الحقیقت بہت بڑی بات

سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کو اس وقت کیا کرنا چاہیئے کیا کر سکتے ہیں؟ عملاً بظاہر جو میں بات کہوں گا وہ آپ کو چھوٹی دکھائی دے گی۔ لیکن بہت بڑی بات ہے۔ کیونکہ قرآن کریم نے ان مسائل کا یہی حل بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ سورۃ والعصر میں جس کا میں پہلے بھی بارہا ذکر کر چکا ہوں۔ اس زمانے کا نقشہ کھینچتے ہوئے فرمایا گیا۔ (۔) زمانہ گواہ ہوگا کہ جب ناانصافی کی حکومت ہوگی جب عدل دنیا سے اُٹھ جائے گا۔ تو انسان لازماً گھاٹے میں ہوگا۔ اس میں ناانصافی اور عدل کے فقدان کا ذکر دراصل اگلی نصیحت کے دوسرے پہلو میں شامل ہے۔ اگر علاج حق بیان کیا جا رہا ہو تو صاف ظاہر ہے کہ جھوٹ کی حکومت ہے۔ اور جھوٹ بیماری ہے۔ جس کے نتیجے میں انسان گھاٹے میں ہے۔ جب صبر کی نصیحت کی جا رہی ہے تو صاف ظاہر ہے کہ ظلم ہو رہا ہے۔ اور عدل کا خون ہو رہا ہے۔ پس یہ مضمون میں کوئی اپنی طرف سے اس چھوٹی سی سورۃ کی طرف منسوب نہیں کر رہا۔ اس سورۃ کے اندر گہرے مطالب پنہاں ہیں جو باقاعدہ تلاش سے نظر آتے ہیں دکھائی دینے لگتے ہیں۔ کھلم کھلا وہاں موجود ہیں۔ پس فرمایا کہ کُل عالم اُس وقت گھاٹے میں ہوگا اور زمانہ اپنے اطوار سے اُس گھاٹے کی گواہی دے گا۔ نصیحت یہ فرمائی کہ اس کا علاج حق سے کرنا۔ اور حق کی نصیحت کرتے ہوئے کرنا۔ سچائی پر قائم رہتے ہوئے سچائی کی نصیحت کرنا۔ اور صبر پہ قائم رہتے ہوئے صبر کا دامن پکڑتے ہوئے صبر کی نصیحت کرنا۔ اس نصیحت میں دراصل زمانے کی دو بیماریاں ہمیں بتا دی گئی ہیں۔ اور بالعموم مفسرین مثبت پہلو کو تو سامنے رکھتے ہیں جو رکھنا بھی چاہیئے لیکن یہ معلوم نہیں کرتے کہ یہ مثبت پہلو کیوں بیان کئے گئے ہیں۔ اس لئے کہ زمانہ ان دونوں باتوں سے عاری ہوگا۔

سچ پر قائم ہونے کی نصیحت

اس لئے ان کی تلقین فرمائی گئی کہ اے مسلمانو! تم زمانے کی تقدیر بدلنا چاہتے ہو تو بیماری کو دیکھو بیماری کا حل تلاش کرو۔ جیسی بیماری ہے ویسی دوا ہونی چاہیئے اور فرمایا ہم تمہیں دوا بتا دیتے ہیں اور وہ بعینہٖ مرض کے مطابق ہے۔ دوا یہ ہے کہ سچ پر قائم ہو جانا۔ اور سچ کی تعلیم میں سچائی سے کام لینا۔ دوا یہ ہے کہ صبر کی نصیحت کرنا لیکن صبر پر قائم رہتے ہوئے، خود صبر کے نمونے دکھاتے ہوئے۔ ان آیات سے جو اس وقت کی دنیا کا منفی نقشہ اُبھرتا ہے وہ بالکل صاف مجھے دکھائی دے رہا ہے۔ ایسا زمانہ ہے جہاں سارے ہی جھوٹے ہو گئے ہیں۔ بدبخت۔ چھوٹے بھی جھوٹے بڑے بھی جھوٹے۔ سیاست دان بھی جھوٹے اور مذہبی راہنما بھی جھوٹے۔ حکومتیں بھی جھوٹی اور رعایا بھی جھوٹی۔ امیر بھی جھوٹا اور غریب بھی جھوٹا۔ اگر یہ نقشہ اتنا عام نہ ہوتا جھوٹ کا تو سارے زمانہ کو خدا یہ نہ کہتا کہ گھاٹے میں چلا گیا۔ سارا انسان گھاٹے میں نہ جاتا۔ الانسان کا گھاٹے میں جانے کا مطلب یہ ہے کہ تمام بنی نوع انسان ان بدصفات میں ملوّث ہو چکے ہیں۔ ان بُرائیوں اور جرائم میں ملوّث ہو گئے ہیں، ڈوب گئے ہیں۔ جھوٹ ہی جھوٹ ہے ہر جگہ۔ پس جو آج کی سیاست کا نقشہ آپ کو دکھائی دے رہا ہے۔ جو آج تجارت کے نقشے آپ کو دکھائی دیتے ہیں۔ جو ملک میں حکومت اور رعایا کے تعلقات کے نقشے آپ کو دکھائی دیتے ہیں جس طرف آپ نظر ڈال کر دیکھ لیں۔ سب میں بنیادی جرم جھوٹ کا جرم ہے جو قدر مشترک ہے۔ اور یہ اتنا عام ہے کہ ہر سطح پر رچ بس گیا ہے اور ایک کا دوسرے سے فرق نہیں کیا جا سکتا۔ پہلے کہا جاتا تھا کہ یا رعایا جھوٹی ہے یا بادشاہ جھوٹا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن فرما رہا ہے کہ جس زمانے کی ہم بات کر رہے ہیں رعایا بھی جھوٹی ہوگی بادشاہ بھی جھوٹا ہوگا۔ چھوٹے ملک بھی جھوٹے ہونگے بڑے ملک بھی جھوٹے ہونگے۔ اور اگر تم زمانے کو اس مرض سے شفا بخشنا چاہتے ہو تو تمہیں سچا ہونا پڑے گا۔ سچائی کا دامن پکڑو گے اور پھر سچائی کی نصیحت کرو گے تو تمہاری نصیحت میں طاقت ہوگی۔ اور زمانے کے اطوار بدل سکو گے۔ ورنہ نہیں۔

ظلم کے خلاف اٹھنے والے خود ظالم بن گئے

پھر صبر کا مضمون چھیڑ کر بتایا کہ بہت مظلوم ہونگے لوگ۔ انسان بحیثیت انسان مظلوم ہوگا۔ اور یہ جو نقشہ ہے حقیقت میں مالک پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ اور مزدور پر بھی۔ حکومت پر بھی اور رعایا پر بھی۔ کیونکہ جن ملکوں پر آپ ظالم حکومتوں کو دیکھتے ہیں ان کے گذشتہ چند سال کے انقلابات پر، اگر وہاں انقلابات آئے ہوں نظر ڈال کر دیکھ لیں اور اُسی سے باقی دنیا کے حالات کا اندازہ کریں تو پتہ چلے گا کہ انقلاب لانے والے بھی جب حکومتوں پر فائز ہوتے ہیں ظالم بن کر ہی ابھرتے ہیں۔ جب اشتراکیت کا انقلاب آیا تھا تو ظلم کے خلاف انقلاب تھا لیکن انقلاب خود اپنی ذات میں ظالمانہ تھا۔ جب ظلم کے نام پر ظالم کے خلاف جہاد کرنے والے حکومت پر فائز ہوئے تو وہ خود ظالم بن گئے۔ اسی طرح ایران میں ایک انقلاب ظلم کے خلاف ہوا تھا اور بعد میں جس طرح بعض لوگوں کا قتلِ عام ہوا ہے کوئی دنیا کا انصاف پسند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ظلم کا جواب اس طرح دیا جانا چاہیئے۔ تو جہاں جہاں بھی دنیا میں انقلاب آ رہے ہیں۔ ظالم کے خلاف ایک مظلوم انقلاب لاتا ہے لیکن جب اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں ظالم پہلے فائز تھا تو خود ظالم بن کر ظاہر ہوتا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ مخفی ظلم کی رگ سارے انسان کے اندر پھڑک رہی ہے۔ ہر انسان کے اندر پھڑک رہی ہے۔ ہر انسان سے مراد یہ نہیں کہ استثناء کوئی نہیں۔ قرآن کریم خود استثناء فرما رہا ہے۔ مراد یہ ہے کہ اتنی عام بات ہے کہ گویا ہم کہہ سکتے ہیں کہ سارا زمانہ ظلم کا شکار ہو چکا ہے اور بے صبرا ہو گیا ہے۔ بے صبراپن بہت ہی خوبصورت نقشہ کھینچ رہا ہے ان لوگوں کا جن کو حکومت میں بھی چین نہیں ہے۔ اور جو محکوم ہیں ان کو تو ویسے ہی چین نہیں ہے۔ امیروں کو بھی چین نہیں ہے اور غریبوں کو بھی چین نہیں ہے۔ حقیقت میں اگر آپ اس وقت دولتمندوں کا حال دیکھیں تو آپ حیران ہونگے کہ دولت مند بھی بڑے سخت بے چین اور بے قرار ہیں اور ان میں بھی ایسی تکلیفیں ہیں جنہوں نے ان کو بے صبر کر دیا ہے۔ اور کئی دفعہ ایسے حالات اچانک سامنے آتے ہیں جس سے نمونۃً ہمیں اندازہ ہو جاتا ہے کہ بظاہر خوش باش اور عیش و عشرت میں لوٹتے دولت مندوں کے دلوں کی کیا کیفیت ہے۔

ابھی چند دن ہوئے انگلستان کے ایک امیر ترین آدمی کی ایک بیٹی نے خودکشی کی ہے۔ جس کی کہانیاں عام اخبارات میں اور ریڈیو وغیرہ کے ذریعے مشتہر کی گئیں۔ اور ہر چیز تھی ہر دنیا کی نعمت تھی۔ ایک بے حد محبت کرنے والا باپ تھا۔ لیکن دل تھا کہ اس میں ایک جہنم بھڑک رہی تھی۔ اور ایسے ایسے واقعات بعض دفعہ نظر آنے لگ جاتے ہیں یعنی سطح پر ابھر آتے ہیں لیکن سطح کے نیچے ایک تلاطم برپا ہے۔ وہ خدا جو عالم الغیب والشہادہ ہے اس کے لئے تو نہ سطح کی کوئی حقیقت نہ تہہ کی کوئی حقیقت بیک وقت اس کی سطح پر بھی نظر ہوتی ہے اور تہہ پر بھی نظر ہوتی ہے۔ پس جھوٹ کا جو نقشہ کھینچا گیا قرآن کریم میں کہ کُل عالم کو جھوٹ غرق کر دے گا۔ انسان بحیثیت انسان جھوٹا ہو جائے گا۔ اس کا تو ہمیں علم ہے۔ ہم آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن صبر کا جو مضمون ہے اس کے بعض حصوں پر ہماری نظر ہے بعض حصوں پر نہیں ہے۔ اس لئے پہلی گواہی کے سچا ہونے کے نتیجہ میں ہم پورا یقین کر سکتے ہیں کہ اگلی بات بھی ہر طرح سچی ہے۔

مسلمانوں کو صبر کی نصیحت

یہ جو بڑی بڑی حکومتیں ہیں ان کے سربراہ اور بڑے بڑے عہدوں پر فائز افسران یا سیاستدان یہ خود بھی بے چین ہیں اور یہ بے چینی بڑھ رہی ہے۔ چنانچہ یورپ میں جو اس وقت کیفیت ہے اگر آپ گہری نظر سے یورپ کی سیاست کا تجزیہ کریں تو ہر حکومت پہلے سے بڑھ کر بے چین ہو رہی ہے اور امریکہ کا بھی یہی حال ہے ایک بے چینی کم کرتے ہیں تو دوسری بے چینی آ لیتی ہے اور ایک طرف سے توجہ ہٹانے کی خاطر کوئی دوسرا ظلم کرتے ہیں تو جس طرف سے توجہ ہٹائی جاتی ہے وہاں مواد اٹھنا شروع ہو جاتا ہے اور اُبلنا شروع ہو جاتا ہے۔ تو سارا عالم اس وقت بے چین ہے۔ نہ کوئی بڑا چین میں بیٹھا ہوا ہے صبر کے ساتھ۔ نہ کوئی چھوٹا صبر کے ساتھ ہے۔ مسلمانوں کو ہدایت فرمائی کہ تم صبر سے کام لینا اور مسلمانوں نے چونکہ خصوصیت سے اُس زمانے میں مظلوم بننا تھا۔ اس لئے خصوصیت سے صبر کی تلقین فرمائی گئی۔ پس مسلمان قوموں کے لئے نجات کی یہ دو ہی راہیں ہیں۔ سچ پر قائم ہو اور اس وقت بدنصیبی کے ساتھ (۔) اتنا جھوٹ ہے کہ جس طرح سڑے ہوئے گوشت میں سُنڈیاں دکھائی دیتی ہیں اس طرح کثرت سے جھوٹ بولنے والے سوسائٹی میں کلبلا رہے ہیں۔ بہت ہی مکروہ نظارے ہیں اور چھوٹے بڑے اکثر جھوٹے ہو چکے ہیں۔ سیاستدان تو بطور خاص جھوٹا ہے۔ حکومت سے باہر رہتے ہوئے سیاستدان جھوٹ کو نفرت سے دیکھتا ہے۔ جھوٹ پر تنقید کرتا ہے۔ جھوٹ کو پاؤں تلے روندنے کے دعوے کرتا ہے مگر وہی سیاستدان جب حکومت میں آتا ہے تو جھوٹ اس کا اوڑھنا بچھونا بن جاتا ہے۔ یہ کسی ایک ملک کی بات نہیں کر رہا۔ یہ ایک عمومی صورت حال ہے جو ساری دنیا میں دکھائی دیتی ہے اور مسلمان ممالک اس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ بدقسمتی ہے۔ پس مسلمانوں کے لئے بطور خاص نصیحت ہے کہ تم حق پر قائم ہو۔ حق کی طرف لوٹو ورنہ تم بھی گھاٹے پانے والے انسانوں کی طرح اُس گھاٹے والے زمانے کا شکار ہو جاؤ گے اور فرمایا کہ صبر سے کام لینا ان مظالم کے وقت۔ حقیقت میں سوائے صبر کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ اگر مسلمان صبر سے کام لے تو اسے زیادہ وقت ملے گا اپنے حالات کا جائزہ لینے کا بھی دشمن کے شر سے بچنے کا بھی۔ جب صبر کی تلقین کی جاتی ہے تو دوست سمجھتے ہیں کہ ہم پر ظلم کر رہا ہے۔ ظالموں کے حق میں بول رہا ہے۔ لیکن خدا کی نصیحت صبر کی ہے۔ اگر صبر کی نصیحت میں نہیں کروں گا تو جھوٹ بولوں گا۔ اگر بے چین اور بے تاب ردِّ عمل کی تلقین کروں گا تو یہ جھوٹ ہوگا۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس دور میں سب سے زیادہ مسلمان کو صبر کی تلقین کی ضرورت ہے۔ اور صبر کے نتیجے میں بہت سے بڑے مظالم جو آگے ان کی راہ تک رہے ہیں۔ اس راستے پر بہت سی کمین گاہیں ہیں جس راستے پر آج (۔) چل رہے ہیں اور بہت سے حملے ہو رہے ہیں ہو چکے ہیں اور ہونے والے باقی ہیں۔ ان سے نجات کی یہی راہ ہے کہ (۔) اس وقت فوراً صبر کی پناہ میں آجائیں۔

البانیہ کے مسلمانوں کو صبر کی بروقت نصیحت اور اس کا فائدہ

مجھے یاد ہے کچھ عرصہ پہلے یوگوسلاویہ کے البانیہ کے باشندے ان کے کچھ لیڈر میرے پاس مشورے کے لئے آئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب کروشیا کی طرف سے نئی نئی بغاوت ہوئی تھی۔ اور وہ قومیں جن میں البانیہ کے مسلمان بھی ہیں، بوسنیا کے مسلمان بھی ہیں، ان میں یہ خیالات بیدار ہو رہے تھے کہ ہم بھی بغاوت کر کے، ہم بھی کھلی جنگ کے ذریعے اپنے سابقہ مظالم کا بدلہ لیں اور اپنی آزاد حکومتیں قائم کریں۔ تو ایک گروہ جو یورپ سے آنے والے مختلف البانین راہنماؤں پر مشتمل تھا وہ مشورے کے لئے میرے پاس آیا تو میں نے ان سے کہا کہ دیکھو تم تلوار کے ذریعے اس وقت یوگوسلاویہ کی حکومت کا تختہ اُلٹنے کا تصوّر بھی نہ کرنا۔ میں نے کہا کہ کروشیا میں جو کچھ ہو رہا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں ہے جو تمہارے ساتھ ہوگا۔ کروشیا پر تو باوجود اس کے کہ مذہبی اختلاف نہیں تھا پھر بھی بڑے مظالم توڑے گئے۔ اور کروشیا کی بڑی سنجیدگی سے اہلِ مغرب نے مدد بھی کی ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری مدد کو کوئی نہیں آئے گا۔ جو مسلمان تمہیں ہتھیار دیں گے، اگر کوئی دیں گے، تو وہ ہاتھ کھینچ لیں گے اور جب مغرب نے قدغن لگائی ہتھیاروں کے داخلے پر تو مجال نہیں ہوگی کسی کی کہ تمہیں ہتھیار پہنچا سکے۔ اور بالکل برباد کر دیئے جاؤ گے اور جس حال میں ہو اس سے ہزاروں گنا بدتر حال ہوگا۔ اس لئے اگر سنجیدگی کے ساتھ اپنی فلاح کی باتیں پوچھنا چاہتے ہو تو میں سمجھاتا ہوں اور چند باتیں میں نے انہیں سمجھائیں کہ اس طریق پر پہلے اپنے آپ کو منظم کرو اپنے حالات درست کرو۔ اپنی اقتصادیات کی فکر کرو اپنی تعلیم کا معیار اونچا کرو۔ اور رفتہ رفتہ تھوڑا تھوڑا آزادی لے کر نیا دم خم اپنے اندر پیدا کرو۔ غرضیکہ اور بہت سی باتیں تھیں جن کا تفصیلی ذکر یہاں مناسب نہیں۔ کچھ ان میں سے ایسے تھے جو بہت مطمئن ہو کر گئے کچھ ایسے تھے جنہوں نے اپنی بے چینی کا کھلم کھلا اظہار کیا کہ دیکھا نا! تمہارے متعلق کہتے تھے نا کہ تم مغرب کا لگایا ہوا پودا ہو ویسے ہی مشورے دیتے ہو۔ (۔) جب آپ کو عقل کے مشورے دیتے ہیں تو آپ کہہ دیتے ہیں کہ دشمن کے حق میں باتیں کی جا رہی ہیں اور جو آپ کو بظاہر حق میں مشورے دیتے ہیں وہ آپ کو دشمن کے چنگل میں پھنسا دیتے ہیں۔ ایسی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتے ہیں جن سے نجات ممکن نہیں رہتی۔ آپ دیکھیں گے کہ وقت بتلائے گا کہ ہم امتِ مسلمہ کے سچے خیر خواہ ہیں اور ہم سے زیادہ ہمدردانہ مشورہ امتِ مسلمہ کو کوئی نہیں دے سکتا۔ اس کے بعد مجھے بعض یوگوسلاوین لیڈر ملے اور ان کے جب علم میں یہ بات آئی، بعضوں کے تھی بعضوں کے نہیں تھی، جب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان سے بات کی گئی تو انہوں نے کہا آپ نے بڑا احسان کیا ہم پر۔ ان دنوں میں واقعی جذبات میں بڑا اشتعال تھا۔ اور بڑی کھچڑیاں پک رہی تھیں۔ اگر ہم کوئی ایسی بات کر بیٹھتے تو آج جو ہم نے بوسنیا کے مسلمانوں کا حال دیکھا ہے۔ یہی حال آج ہمارا ہونا تھا۔ بلکہ شاید اس سے بھی بدتر ہوتا۔

صبر جیسی کوئی طاقت نہیں

تو اس وقت صبر کی ضرورت ہے اور یہ دونوں صفات مسلمان ممالک کو پہلے اپنے اندر پیدا کرنی چاہئیں۔ جب تک مسلمان سچائی اور صبر کی طرف نہیں لوٹیں گے اس وقت تک مسلمان ممالک میں کوئی طاقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ صبر جیسی کوئی طاقت نہیں ہے دنیا میں۔ جو صبر کرنے والے کی طاقت ہے وہ دنیا کے اعتبار سے بھی ایک غیر معمولی طاقت جمع کرنے کا فارمولا ہے۔ ڈیم ہے مثلاً۔ یعنی جہاں دریاؤں کے پانی بند کر کے جھیلیں اور تالاب بنائے جاتے ہیں۔ ڈیم کہتے ہیں اس کو۔ وہ دراصل ایک صبر کا نمونہ ہے۔ پانی بہتا رہتا ہے۔ اگر بہنا روک دیا جائے کہ اس طرح اپنی طاقت کو ضائع نہ کرو۔ رک جاؤ۔ تو وہ طاقت ضائع نہیں ہوا کرتی وہ جمع ہو رہی ہوتی ہے۔ وہ بلند تر ہو رہی ہوتی ہے۔ وہ چڑھ رہی ہوتی ہے۔ اس کا معیار بلند ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کی طاقت بڑھ رہی ہوتی ہے اور پھر وہ ایک بڑی عظیم الشان طاقت بن کر ابھرتی ہے۔ اس وقت وہ اگر ٹوٹے تو بڑے بڑے علاقوں کو تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ جبکہ وہ دریا جس کو روکا گیا تھا خواہ کروڑوں سال بھی بہتا رہے تب بھی ایسی تباہی نہیں مچا سکتا تھا۔

تبھی ہمارے محاورے میں کہتے ہیں تجھ پر میرا صبر ٹوٹے۔ صبر پہلے اکٹھا ہوگا۔ تو ٹوٹے گا نا! اگر صبر اکٹھا ہو ہی نہ۔ گالیاں دے کر اور اشتعال انگیزی کی باتیں کر کے دل کے سارے غبار نکال لئے جائیں اور بات بات پر جھڑپیں کر کے کسی پر ناحق ظلم کر کے ظالم کا بدلہ لیا جا رہا ہو بظاہر۔ جس طرح پاکستان میں بدنصیبی سے ہوا تھا۔ کہ وہاں ہندوستان میں جو مظالم ہوئے اس کے نتیجے میں کوئٹے اور بعض دوسرے علاقوں میں بعض ہندو بچوں کو زندہ آگ میں پھینکا گیا۔ کوئی مسلمان ضمیر اس کو برداشت نہیں کر سکتا اور عملاً مجھے یقین ہے کہ پاکستان کی بڑی بھاری آبادی کا یہی ردِّ عمل ہوگا۔ کیونکہ مسلمان اپنے ظلم میں بھی ایک حد رکھتا ہے۔ اس سے آگے بڑھ ہی نہیں سکتا۔ آخر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تربیت میں اور بتوں کی تربیت میں، خدائے واحد کی تربیت میں اور بتوں کی تربیت میں ایک فرق ہے۔ تبھی مسلمان اپنے مظالم میں ایک حد سے آگے نہیں بڑھا کرتا۔ تو ان کا یہی ردِّ عمل ہوگا۔ مگر افسوس ہے کہ چند نے جو بے صبری دکھائی اس کے نتیجے میں اب مسلمان ہندوؤں کو یہ کہہ نہیں سکتا کہ تم ظالم ہو۔ تم اس قدر بہیمانہ مظالم کی استطاعت رکھتے ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ تم نے کم کئے ہوں گے مگر تم بھی ویسے ہی ہو نا آخر!

سچائی صبر اور انصاف کی طرف لوٹیں

پس ضرورت ہے کہ مسلمان ممالک سچائی کی طرف اور صبر کی طرف لوٹیں اور اپنی ہر چیز میں انصاف قائم کریں۔ حق کا مضمون جو ہے یہ بہت وسیع ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا حق پر قائم ہو جاؤ۔ تو حق کی بہت ہی وسیع تعریف ہے۔ انصاف کا قیام بھی حق میں ہے۔ اور مظلوم ہوتے ہوئے پھر سچائی کی بات سر بلندی سے کرنا۔ اور ظالم کو گویا عملاً ظلم کی دعوت دینا یہ حق کی اعلیٰ تعریف ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے جہاد اور حق کو باہم ملا کر ایک ہی مضمون میں پیش فرمایا ہے۔ گویا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ فرمایا

افضل الجهاد كلمة حقٍّ عند سلطان الجائر

کہ سب سے اعلیٰ سب سے عظیم جہاد یہ ہے کہ کوئی انسان ایک ظالم بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر سچی بات کہہ دے۔ پس ظالم بادشاہ کے سامنے سچی بات کہنے کا جو مضمون ہے آج اسلامی حکومتوں کے اوپر بعینہٖ صادق آ رہا ہے۔ جن بڑی طاقتوں کو انہوں نے اپنا سلطان بنا رکھا ہے۔ جن کو وہ خدا کی طرح اگر ظاہری طور پر نہیں پوج رہے تو دل سے پوج رہے ہیں۔ ان کے سامنے کلمۂ حق کیوں نہیں کہتے۔ کیوں آواز نہیں بلند کرتے۔ مسلمان مظلوموں کے حق میں۔ کیوں نہیں کہتے کہ تم غلط کر رہے ہو۔ اور جرأت و طاقت کے ساتھ یہ کیوں نہیں کہتے؟ اگر یہ ایسا کریں تو جہاد کرنے والوں کو خدا کی طرف سے نصرت اور غلبے کی بشارت ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نصیحت ہے اس پر عمل تو کر کے دیکھیں۔ قرآن نے فرمایا ہے کہ حق پر قائم ہو گئے تو تمہارا علاج ہوگا۔ پس حق پر حکومتوں کا بھی فرض ہے کہ قائم ہوں اور تمام مسلمان عوام کا خواہ وہ کسی دائرہ زندگی سے تعلق رکھتے ہوں ان کا بھی برابر یہ فرض ہے کہ وہ حق کی طرف لوٹیں۔ سچا ہونے کے نتیجے میں اتنی عظیم طاقت نصیب ہوگی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس سچائی کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ صبر کی طرف لوٹیں۔ صبر کے نتیجے میں بھی جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ ڈیموں کا بننا بڑی بڑی طاقتوں کو اکٹھا کرنے کا دوسرا نام ہے۔ اور یہ صبر سے ہوتا ہے۔

صبر کے دو فائدے۔ طاقت اور قبولیت دعا کا حاصل ہونا

لیکن انسانی صبر دو طرح سے پھل لاتا ہے۔ ایک تو صبر میں بذاتِ خود قانونِ قدرت کی طرح طاقت ہے۔ اور وہ طاقت غیر معمولی طور پر بڑھنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اور دوسرا (صاحبِ ایمان) کے صبر کے ساتھ دعا کا مضمون شامل ہے۔ جب (صاحبِ ایمان) صبر کرتا ہے تو اس کی دعاؤں میں غیر معمولی طاقت پیدا ہونے لگتی ہے۔ جب خدا کے نام پر کوئی شخص رک رہا ہے اور دل کے سارے تقاضے یہی ہیں کہ اب ٹوٹ پڑو اس وقت۔ جان فدا کر دینے کا وقت ہے۔ عواقب سے بے خبر ہو جاؤ۔ اپنے دل کی جلتی ہوئی آگ کا انتقام لو۔ اس وقت اگر خدا کی خاطر۔ خدا کے نام پر کوئی شخص رک جاتا ہے تو نہ صرف یہ کہ صبر کی عمومی طاقت اسے نصیب ہوتی ہے بلکہ اس وقت کی دعا ضرور مقبول ہوتی ہے۔

صبر کے لئے ماں کی مثال

وہ ماں جو بچے کی زیادتیوں پر صبر کرتی ہے ویسی ہی مثال ہے۔ مسلمان سچی ہمدردی کرتا ہے بنی نوع انسان سے۔ وہ اس پر ظلم پر ظلم کرتے چلے جاتے ہیں اور یہ صبر پر صبر کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ صبر کا پیمانہ آخر لبریز ہوتا ہے اس وقت کی دعا ضرور مقبول ہوتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس مضمون کو ماں کے حوالے سے ہی بیان فرمایا ہے۔ فرمایا وہ دعائیں۔ خبردار! جو نامقبول نہیں ہوتیں ان میں ماں کی اپنے بچے کے خلاف بددعا ہے۔ بڑا ہی بدنصیب بچہ ہے جس کے خلاف اس کی ماں بددعا کر دے۔ کیونکہ ماں کی فطرت میں صبر ہے۔ وہ کسی خاص حد سے بڑھا ہوا ظلم ہے جس کے نتیجے میں آخر ماں کا صبر ٹوٹتا ہے۔ اور ان معنوں میں صبر ٹوٹا کرتا ہے کہ زمین سے بھی ٹوٹتا ہے اور آسمان سے بھی ٹوٹتا ہے۔ پس مسلمانوں کے لئے نجات کے یہی دو رستے ہیں۔ جو سورہ والعصر نے ان کے لئے کھولے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ مسلمان ممالک میں اس بات کا احساس بیدار ہو رہا ہے۔ (-----------------)

بہت سی ایسی باتیں میں نے آج اور بھی ایسی کرنی تھیں۔ لیکن چونکہ اب وقت ہو چکا ہے۔ (اللہ نے چاہا تو) آئندہ خطبے میں پھر ملیں گے۔ خطبوں کا انتظار تو اب بڑا صبر آزما ہو چکا ہے۔ صبر کی تلقین ہے تو میں اسی تلقین پر اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ اگلے خطبے تک صبر سے انتظار کریں۔ (اللہ نے چاہا تو) باقی باتیں آئندہ۔"

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

مستحق یتامیٰ یا اُن کے ورثاء توجہ فرمائیں

حضورِ انور کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا اُن کے لئے وظائف کا انتظام کیا جا سکے۔

امراءِ اضلاع و مربیانِ کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کر کے کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا اُن کی مدد کا مستقل انتظام کیا جا سکے۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی، دار الضیافت۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قانونی مشورہ

مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب ایڈووکیٹ لیہ سے لکھتے ہیں:

آپ نے روزنامہ الفضل کے پرچہ مورخہ ۱۰ فروری میں "وکلا حضرات سے" عنوان کے نام سے ایک خبر دی ہے جو کہ واقعتاً ایک قابلِ تعریف امر ہے اور قارئین کرام کے لئے عمومی دلچسپی کا باعث بھی ہوگا۔ زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق اگرچہ روزمرہ زندگی میں ایسے لاتعداد مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے کہ ان کی قانونی پیچیدگیوں کو سمجھنا عام آدمی کے بس میں نہ ہے خاکسار اس موضوع کے اعتبار سے اس وقت صرف ایک قانونی مسئلہ کی وضاحت کرے گا۔ مثلاً

اگر کوئی شخص وفات پا جائے اور اس کے قانونی ورثا میں صرف بیوی اور نابالغ بچے ہوں جبکہ تمام جائیداد اور سرمایہ وغیرہ نابالغ بچوں کے نام ہے جس کو وہ نابالغ بچے نہ استعمال کر سکتے ہوں نہ PUBLIC DEALING کرنے کے قابل ہوں جبکہ ان کے نان و نفقہ اور اخراجات کے لئے اس سرمایہ اور جائداد کی خرید و فروخت کی ضرورت ہو تو ان حالات میں۔

"بچوں کی والدہ یا کوئی بھی دیگر قانونی وارث بننے کا مجاز ہو اور وہ بالغ ہو تو عدالت میں GUARDIAN JUDGE سے رجوع کر کے DEGREE FOR GUARDIAN حاصل کر کے بچوں کی WELFARE کے لئے سرمایہ استعمال کر سکتا ہے جس کے لئے بذریعہ وکیل باقاعدہ دعویٰ دائر کرنا پڑتا ہے۔"

مکرم چوہدری سلیم احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور سے لکھتے ہیں:

مجھے اکثر یہ خیال آتا رہا ہے کہ 'الفضل' میں تقریباً ہر موضوع پر اظہار خیال کیا جا رہا ہے جس سے پڑھنے والوں کو اپنے موضوع کے اعتبار سے استفادہ حاصل ہو جاتا ہے لیکن قانون کے موضوع پر کوئی مضمون شائع نہ ہوا ہے۔ آپ نے بھی توجہ دلائی ہے اس لئے میں آج وکالت کے متعلق تھوڑا تعارف کروانا چاہتا ہوں۔

کسی ملک میں تین اہم ادارے نظامِ حکومت چلانے میں مدد کرتے ہیں۔ مقننہ۔ عدلیہ۔ انتظامیہ۔ مقننہ قانون ساز ادارہ ہوتا ہے۔ عام الفاظ میں پارلیمنٹ قانون بناتی ہے۔ عدلیہ اس قانون کی تشریح کرتی ہے اور اس قانون کا تحفظ کرتی ہے۔ انتظامیہ اس قانون پر عمل درآمد کرنے میں حکومت کی مدد کرتی ہے۔ اب یہ تینوں ادارے بظاہر ایک دوسرے کے مددگار ہیں لیکن ساتھ ساتھ ہر ادارہ دوسرے کے لئے CHECK AND BALANCE کا کام بھی کرتا ہے یہ موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر میں صرف اپنے پیشہ وکالت تک ہی رہوں گا۔ قانون کی ڈگری پاس کرنے کے لئے بی۔ اے یا بی ایس سی کے بعد تین سالہ کورس کرنا پڑتا ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک تو لاء کالج بڑے محدود ہوتے تھے۔ اب کافی لاء کالجز قائم ہو چکے ہیں۔ لاء کی تین سالہ ڈگری حاصل کرنے کے بعد چھ ماہ کے لئے کسی سینئر وکیل صاحب کے ساتھ معاون کے طور پر کام کرنا پڑتا ہے۔ اس کے بعد بار کونسل کو وکالت کے لائسنس کے لئے درخواست گزاری جاتی ہے۔ اس میں سینئر وکیل صاحب کے تصدیقی سرٹیفیکیٹ کے علاوہ ایک انٹرویو پاس کرنا ہوتا ہے۔ اس مرحلے کی تکمیل کے بعد جب لائسنس مل جائے تو وکیل کو عدالتوں میں اپنے موکلوں کی طرف سے پیش ہونے کی اجازت حاصل ہو جاتی ہے۔ ویسے تو یہ اجازت بھی ہے کہ ہر آدمی اپنا کیس خود لڑ سکے مگر قانونی موشگافیوں اور عدالتی طریق کار سے ہر آدمی واقف نہیں ہوتا۔ اس لئے وکیل کی خدمات حاصل کرنا ناگزیر ہوتا ہے۔ یہ ابتدائی تعارف ہے۔ اللہ نے چاہا تو دوسرے معزز وکلاء اور خاکسار بھی اپنے پیشہ وکالت کے بارہ میں لکھتے رہا کریں گے۔

تحریک جدید کی مالی قربانی کا مطالبہ بھی اس کے انیس سالہ دور کے بعد لازمی قرار دے دیا گیا تا کہ ہمارے ایمان، زندگی اور روحانیت فروغ پاتی رہے۔ مبارک ہیں وہ وجود جو اس نکتہ کو سمجھیں اور وقت کے تقاضے کے مطابق بڑھ چڑھ کر اس عظیم الشان تحریک کے لئے قربانیاں پیش کریں۔"

(وکیل المال اول تحریک جدید)

آپ کا خط ملا

محترم مولانا محمد منور صاحب ربوہ سے لکھتے ہیں:

نیروبی کینیا میں ہمارے ایک دوست جناب محمد یامین ندیم صاحب مع اہل و عیال رہتے تھے۔ ان کے ایک بیٹے ایوب کے ساتھ میرے بیٹے مبارک احمد طاہر کے دوستانہ تعلقات تھے۔ بعد میں جناب ندیم صاحب لندن چلے گئے اور ہم نے فیکٹری ایریا ربوہ میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔

چند سال پہلے عزیز ایوب صاحب لندن سے ربوہ آئے۔ عزیز مبارک احمد سے ملنے ہمارے ہاں آئے عزیز مبارک احمد انہیں ساتھ لے کر رحمت بازار (منڈی) گئے۔ وہاں سے گنڈیریاں خریدیں۔ دونوں گنڈیریاں چوستے ہوئے واپس آ رہے تھے کہ عزیز مبارک احمد نے دیکھا کہ ایوب ندیم صاحب گنڈیری چوس کر پھوک پتلون کی جیب میں ڈال رہے ہیں مبارک نے پوچھا۔ ایوب یہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ لندن میں کوڑا سڑک پر پھینکنا جرم ہے اور اس پر جرمانہ ہو جاتا ہے

مبارک صاحب نے یہ واقعہ گھر آکر مجھے بتایا کیونکہ ان کے لئے یہ ایک عجیب بات تھی۔ یہ واقعہ جب بھی مجھے یاد آتا ہے۔ میرا حوصلہ بڑھ جاتا ہے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ برصغیر ہندوپاک کے باسیوں میں صفائی کا شعور ہی ناپید ہے۔ ان سے ستھرائی کی امید کرنا خیال خام ہے

بعد میں ہم نے دیکھا کہ ہندوستانی اور پاکستانی جب مغربی ممالک میں جا کر مقیم ہوتے ہیں تو سڑکوں اور گلیوں کو صاف رکھنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ماحول اور تربیت کا اثر ان پر بھی ہوتا ہے اور وہ ستھرائی اور پاکیزگی کے پابند ہو جاتے ہیں۔

اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ستھرائی کا یہ خوابیدہ جذبہ اپنے اہل وطن میں بیدار کیا جائے۔ اگر وہ پاک وطن سے باہر جا کر ستھرائی کا اہتمام کر سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اپنے وطن میں وہ صفائی کے بلند معیار کی پابندی نہ کر سکیں۔

آج کل پاکستان میں صفائی کا اہتمام کرنا پہلے کی نسبت آسان ہے۔ کیونکہ ماحول کو صاف رکھنے کا بہت چرچا ہے۔ اخبارات ریڈیو اور ٹیلیویژن پر یہ باتیں اکثر دہرائی جاتی ہیں اور عوام کو اپنا ماحول پاک و صاف رکھنے کی تلقین کی جاتی ہے اور ماحول کی آلودگی کے مضر اثرات سے ڈرایا جاتا ہے۔

ہمارے ربوہ میں بھی بار بار صفائی پر زور دیا جاتا ہے کوڑا کرکٹ جمع کرنے کے لئے ربوہ کے مختلف حصوں میں چار دیواریاں بنی ہوئی ہیں اور ان پر لکھا ہوا ہے کہ گندگی باہر نہ پھینکی جائے بلکہ چار دیواری کے اندر جمع کی جائے۔ ہمارے بچے اور بڑے اگر متحد ہو کر صفائی کی مہم میں شامل ہو جائیں اور متعلقہ شعبہ سے تعاون کریں تو ہمارا ربوہ صفائی کی عمدہ مثال بن سکتا ہے۔

محلہ فیکٹری ایریا خصوصی توجہ کا مستحق ہے۔ اس کی جنوبی جانب مذبح ہے۔ ذبح ہونے والے جانوروں کے پیٹ میں گوبر وغیرہ کی جس قدر غلاظت ہوتی ہے اسے باہر ڈال دیا جاتا ہے۔ اس تعفن اور بدبو سے ہمارے حلقہ میں رہنے والوں کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ گرمیوں میں بیت سلام کے صحن میں عبادت کے وقت باد شمالی کے ذریعہ لوگوں کے دماغ بدبو سے سخت متاثر ہوتے ہیں۔

کئی سالوں سے ہمارے حلقہ کے احباب متعلقہ افسران سے درخواست کرتے چلے آرہے ہیں کہ مذبح کو آبادی سے دور کسی جگہ پر منتقل کیا جائے مگر یہ درخواستیں صدا بصحرا ثابت ہو رہی ہیں۔ مذبح کا ماحول بہت گندہ ہے۔ آس پاس خونخوار کتوں کی ٹولیاں رزق کی تلاش میں گھومتی رہتی ہیں جن کی وجہ سے ماحول خطرناک بنا رہتا ہے

جماعت احمدیہ پاکستان کا مرکز صفائی کے لحاظ سے بھی اعلیٰ معیار پر ہونا چاہیئے تا کہ تمام زائرین یہاں آ کر صاف ستھرے ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیں۔

عنوان مضمون نویسی

سہ ماہی دوم "عجز و انکسار"

آخری تاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۹۳ء

مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

اعلان نکاح

○ مورخہ ۲۲ فروری ۹۳ء کو مولانا سلطان محمود صاحب انور ناظر اصلاح و ارشاد نے بیت مبارک میں ظہر کے بعد محترمہ بدر النساء صاحبہ بنت مکرم چوہدری عبدالمالک صاحب مربی سلسلہ کا نکاح ایک لاکھ روپے حق مہر پر مکرم چوہدری شعیب جری اللہ (حال جرمنی) ابن مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب سابق مبلغ فرانس چک ۱۱۷ چھور ضلع شیخوپورہ سے پڑھایا۔

○ مکرم راجہ عبدالرؤف صاحب اور مکرم راجہ عبدالقدوس صاحب ابن محترم راجہ عبدالواسع صاحب حال کینیڈا کے نکاح بالترتیب محترمہ شازیہ ہما ملک صاحبہ بنت مکرم ملک قاسم مجوکہ صاحب اور محترمہ امۃ المتین صاحبہ بنت مکرم راجہ غلام احمد صاحب سے دس دس ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر مورخہ ۵ فروری ۱۹۹۳ء کو محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت مبارک میں بعد عصر پڑھائے۔

○ محترمہ عصباء خان صاحبہ بنت مکرم نصراللہ خان صاحب کا نکاح مکرم عبدالوحید صاحب ابن مکرم عبدالحئی خان صاحب ساکن جرمنی سے مبلغ پانچ ہزار جرمن مارک پر مکرم شیخ مبارک احمد صاحب نے مورخہ ۱۴ جنوری ۹۳ء کو بیت الفضل فیصل آباد میں پڑھایا۔

احباب ان رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

مکرم مرزا احمد دین صاحب (آف ہڈرز فیلڈ) مورخہ ۹ جنوری ۹۳ء راولپنڈی کے آرمڈ فورسز کے ادارۂ قلب میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ آپ وفات سے کچھ عرصہ قبل پاکستان تشریف لائے تھے۔ بوجہ موصی ہونے کے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں مورخہ ۱۰ جنوری ۹۳ء کو عمل میں آئی۔

○ محترمہ استانی نیاز بیگم صاحبہ بنت چوہدری اللہ دتہ صاحب آف سیالکوٹ حمزہ غوث مورخہ ۷ مارچ ۹۳ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ آپ بہت عبادت گذار تھیں اور امام وقت کی ہر تحریک میں حصہ لیتی تھیں۔ آپکی میت کو ربوہ میں عام قبرستان میں دفنایا گیا ہے۔

○ مکرم عبدالحئی خان صاحب ابن مکرم ملک عبدالمالک خان صاحب سابق صدر حلقہ سول لائن لاہور مورخہ ۲۲ فروری ۹۳ء یونیورسٹی ٹیچنگ ہاسپیٹل ٹیکساس امریکہ میں بعمر ۴۷ سال بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ میت کو امریکہ سے لاہور لایا گیا اور اگلے روز احمدیہ قبرستان ماڈل ٹاؤن لاہور میں تدفین ہوئی۔ آپ محترم ملک عبدالمتین صاحب زعیم اعلیٰ انصاراللہ بیت النور لاہور کے چھوٹے بھائی تھے۔

احباب ان سب کی بلندئ درجات کے لئے دعا کریں۔

پتہ درکار ہے

○ مکرمہ رحمت بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم حکیم عبدالعزیز صاحب نے فیروزپور شہر سے وصیت کی تھی وہ گوٹیکی ضلع گجرات کے پیر خاندان سے تعلق رکھتی تھیں ۱۹۴۷ء کے بعد نیلا گنبد لاہور میں رہتی رہیں۔ ان کے لڑکے عبدالکریم خان صاحب سیکرٹریٹ میں ملازم تھے۔ اگر خود پڑھیں۔ یا کسی کو موصیہ یا ان کے کسی عزیز کا پتہ ہو تو اطلاع دیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مجاہدہ کے انعامات

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) نے اپنے ایک خطبہ فرمودہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۶۶ء میں مجاہدہ کے انعامات کے بارے میں فرمایا:۔

"خدا تعالیٰ کے انعامات ختم ہونے والے نہیں۔ اس طرح وہ بندہ انعام پر انعام حاصل کئے جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق پر توفیق پاتا چلا جاتا ہے۔ مزید مجاہدہ اور مزید قربانی کرتے کی تب اسے سمجھ آتی ہے کہ دنیا کیا اور دنیا کی لذتیں اور آرام کیا۔ اگر ایسے انعام جو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل رہے ہیں ملتے چلے جائیں تو میں اپنی ہر چیز۔ اپنے گھر بار۔ اولاد اور رشتے دار قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تاکہ مجھے وہ کچھ ملے جو ان تمام چیزوں اور تعلقات سے کہیں زیادہ احسن اور لذت والا ہے۔ یہی لذت جو مجھے مل چکی ہے۔ میرے تخیل سے باہر ہے جو اور مزید ملے گا۔ پھر وہ کتنا شاندار ہوگا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ ہر سال جماعت کو پہلے سے زیادہ قربانیوں کی توفیق دیتا چلا جاتا ہے۔"

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

اعلان

اگر آپ "اعلان ولادت" یا "اعلان نکاح" کے ساتھ کوئی رقم بھی ارسال فرماتے ہیں تو یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ رقم اعلان کی "اجرت" نہیں ہے۔ یہ ایک خوشی کے موقع پر الفضل کی اعانت ہے۔

اعلان اشتہار نہیں ہوتا کہ آپ جو تحریر بھی ارسال فرمائیں وہ اسی طرح شائع کردی جائے۔ اشتہارات میں بھی بہت کچھ دیکھنا پڑتا ہے۔ اور اعلان کی عبارت تو دفتر الفضل خود بناتا ہے اور اس عبارت کے بنانے میں کئی امور مدنظر ہوتے ہیں۔ بعض دوست تقاضا کرتے ہیں کہ ہم نے جس طرح اعلان لکھ کر بھیجا تھا اس طرح نہیں چھپا حالانکہ ہم نے کچھ رقم بھی ارسال کی تھی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اعلان کی اجرت ادا کی تھی یہ بات درست نہیں ہے۔ امید ہے یہ وضاحت کافی ہوگی۔ (ادارہ)

بازیافتہ سائیکلیں

دو عدد بازیافتہ سائیکلیں دفتر صدر عمومی میں پہنچائی گئی ہیں۔ جن صاحب کی ہوں اپنا ثبوت مہیا کر کے دفتر سے حاصل کرلیں۔

مکان برائے فروخت

واقع:۔ ناصر آباد۔ ربوہ
رقبہ:۔ ایک یا دو کنال
رابطہ:۔ ۱۔ مجید احمد صاحب۔ ربوہ
ٹیلیفون نمبر ۸۷۱ یا ۷۵۵
۲۔ مبارک احمد صاحب
احمدیہ ریسٹورنٹ۔ گولبازار ربوہ
۳۔ بشارت احمد صاحب۔ کراچی
ٹیلیفون نمبر ۴۶۰۹۳۱

قدیمی ـــــ شہرہ آفاق
۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام
دواخانہ حکیم نظام جان
چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷
برانچیں
○ کراچی: ــــ فون: ۴۱۳۲۵۱
○ لاہور: 1-D-3 گلشن راوی
○ ملتان: ۴۸۱-E شاہ رکن عالم کالونی نزد پٹرول پمپ
○ منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر ملز
○ رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
○ ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون: ۵۵۸

الطاف فرنیچرز
شیخوپورہ روڈ۔ فیصل آباد

ہر قسم کی جائیداد۔ پلاٹ اور مکان کی خرید و فروخت کیلئے ہمیں خدمت کا موقعہ دیں
پراپرٹی مرکز
فون گھر ۱۴۴
جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے با اعتماد نام
جائیداد مبارک ہو
عزیز احمد خان۔ ۳۔ بلال مارکیٹ ربوہ

تریاق اٹھرا فی ڈبی ۲۰/-
نور کاجل فی شیشی ۵/-
نور نظر اولاد نرینہ کیلئے فی کورس ۶۲۵/-
زد جام عشق ۳۰ گولی ۳۰۰/-
اکسیر معدہ ۸/- ۱۵/- ۳۰/-
قند شفا نزلہ زکام دور کرنے کیلئے ۱۰/-
حب سعال کھانسی اور خراش گلو کیلئے ۱۰/-
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار۔ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ - ۱۳ مارچ - کل دن بھر ہلکے بادل چھائے رہے - آج صبح سے بادل چھائے ہوئے ہیں ٹھنڈ میں خاصا اضافہ ہو گیا ہے۔

○ بمبئی میں ۱۲ بم دھماکے تقریباً ایک ہی وقت میں مختلف جگہوں پر ہوئے۔ بتایا گیا ہے کہ سینکڑوں افراد ہلاک ہو گئے اور ان سے کئی گنا زیادہ زخمی۔ اور ان دھماکوں کے نتیجے میں بلوے بھی شروع ہو گئے۔ بم دھماکے سٹاک ایکسچینج کی ۲۸ منزلہ عمارت ایئر انڈیا بلڈنگ ایک ٹرین اور شیوسینا کے دفتر کے قریب ہوئے۔ کئی مقامات پر بم کاروں میں رکھے گئے اور یہ کاریں پر ہجوم مقامات پر کھڑی کر دی گئیں۔ دھماکوں کے علاوہ بڑی تعداد میں لوگ بھگدڑ میں زخمی ہوئے جبکہ ٹریفک کا نظام درہم برہم ہوا۔ فرقہ وارانہ تشدد کی آگ دوبارہ بھڑکنے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ اور وفاقی حکومت نے صوبائی حکومتوں کو ہدایات کر دی ہیں کہ وہ حفاظتی اقدامات کو مزید سخت کر دیں۔

○ مکہ مکرمہ میں سعودی عرب کے شاہ فہد اور پاکستان کے وزیر اعظم نواز شریف نے اسلام آباد معاہدے پر بطور ضامن اور گواہ دستخط کئے ہیں۔ شاہ فہد نے افغان دھڑوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ اپنے ملک کے استحکام میں اس معاہدے پر پوری طرح عمل کریں۔ اسی طرح وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ چونکہ اس معاہدے پر انتہائی مقدس مقام میں بطور ضامن دستخط کئے گئے ہیں اس لئے جو بھی اب اس معاہدے کی خلاف ورزی کریگا اسے تاریخ کبھی معاف نہیں کریگی۔

○ اگرچہ افغانستان میں قیام امن کے لئے معاہدہ تو ہو گیا ہے لیکن وہاں سے اطلاعات مل رہی ہیں کہ ملیشیا اور مجاہدین کے مختلف گروپوں میں لڑائی ہو رہی ہے اور شہر میں لوٹ مار کی جا رہی ہے جس کے خلاف سینکڑوں خواتین نے صدارتی محل کے باہر مظاہرہ کیا ہے۔ مطالبہ یہ کیا جا رہا ہے کہ مسعود کے حامیوں کو نکالا جائے۔

مسعود نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ اگر حکومت نے چاہا تو وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں گے۔ بتایا گیا ہے کہ حکمت یار گلبدین ایک دو روز میں موجودہ کابینہ کو معطل کر دیں گے اور تقریباً ایک ہفتے کے اندر اندر نئی کابینہ کا اعلان کر دیا جائیگا۔

○ کہا جاتا ہے کہ ایک فرانسیسی صحافی کو احمد شاہ مسعود نے ایک ایسا انٹرویو دیا ہے جو افغانستان کے لئے خطرے کی گھنٹی بن گیا ہے۔ راولپنڈی پشاور، کابل اور جدہ میں ٹیلی فون کالوں کا تانتا بندھ گیا ہے۔ کیونکہ احمد شاہ مسعود نے منفی تاثر کا اظہار کیا ہے۔

○ امریکی کانگرس کے پندرہ ارکان نے بھارتی مفادات کے تحفظ کے لئے ایک پریشر گروپ بنا لیا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ اس میں ۵ مزید ارکان شمولیت پر رضامند ہو گئے ہیں اس گروپ کی تشکیل کے لئے بھارتی حکومت نے لاکھوں ڈالر خرچ کئے ہیں۔ اس کی لابی پہلے ہی خاصی مضبوط ہے لیکن اس پریشر گروپ کے اور زیادہ مضبوط ہو جانے کا امکان ہے۔

○ ایم کیو ایم نے اعلان کیا ہے کہ وہ ضمنی انتخابات میں حصہ لینے یا نہ لینے کے متعلق آئندہ چند روز میں اپنے عندیہ سے آگاہ کریں گے۔

○ پاکستان نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے مشن کے سامنے مسئلہ کشمیر پر پیش کی جانے والی اپنی قرار دادیں واپس لے لی ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ ان قرار دادوں کی منظوری میں اکثریتی ارکان کی حمایت حاصل کرنے میں ناکامی ہوئی ہے۔

○ بھارتی وزیر اعظم نرسیما راؤ نے بھارتیہ جنتا پارٹی کے خلاف تحریک شروع کر دی ہے۔ بھارتی وزیر اعظم ان صوبوں میں جلسے کریں گے جہاں صدر راج نافذ کیا گیا ہے۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ انکی پارٹی کی خواہش تو یہ تھی کہ نرسیما راؤ خاصے سخت الفاظ میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے لیکن اس پہلے جلسے میں انہوں نے نرمی برتی ہے

○ وزیر اعظم نواز شریف اگلے ماہ کراچی میں اسلامی وزرائے خارجہ کانفرنس کا افتتاح کریں گے۔ بتایا گیا ہے کہ مسئلہ کشمیر بھی زیر غور آئے گا۔ اس سلسلے میں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر بطرس غالی سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو اور کئی دوسرے رہنما بھی مدعو کئے جا رہے ہیں۔

دعائیہ فہرست کے بارے میں ضروری درخواست

قبل ازیں بذریعہ الفضل ۲۹ رمضان المبارک کو حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کی جانے والی دعائیہ فہرست کے بارے درخواست کی گئی تھی کہ وہ ۲۰ مارچ ۹۳ء تک مرکز میں پہنچا دی جائے۔ اب بوجہ تاکیدی درخواست ہے کہ مطلوبہ فہرست دفتری اوقات میں ۱۸ مارچ بروز جمعرات تک مرکز میں پہنچانے کا اہتمام فرمایا جائے۔

(وکیل المال اول تحریک جدید)

خواتین کیلئے خوشخبری

خواتین اور بچوں کے ریڈی میڈ ملبوسات میں ۲۴ - مارچ تک ۱۰ فیصد خصوصی رعائت

ھبہ بوتیک

بالمقابل یوٹیلٹی سٹور - ریلوے روڈ - ربوہ

HASHMI ASSOCIATES

(PROPERTY CONSULTANTS)

پاکستان کے خوبصورت اور دلکش شہر اسلام آباد میں رہائشی و کمرشل جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا اپنا اور قابل اعتماد ادارہ۔

ھاشمی ایسوسی ایٹس

پتہ:- ۵ مہران پلازہ ۹/G مرکز اسلام آباد

فون:- ۸۵۲۶۵۹ - ۲۵۳۵۲۶
۲۱۶۵۴۰

بے اولاد

مردوں کیلئے کورس

SPERMATOZOA COURSE RS 200/-

عورتوں کیلئے کورس

بانجھ پن کورس STERILITY COURSE RS 100/-

اٹھرا کورس ATHRA COURSE RS 100/-

تفصیلی لٹریچر مفت

کیور ہومیو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ - ربوہ

فون:- ۶۰۶ - ۷۱

ربوہ میں روزگار

کم از کم میٹرک پاس خوشخط نوجوان جو ربوہ میں معقول روزگار چاہتے ہیں صدر صاحب محلہ کی تصدیق کے ساتھ خود ملیں۔ زیادہ تعلیم کو ترجیح دی جائے گی۔

کیور ہومیو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ

ربوہ

علاج اور مشورہ کیلئے ـــــ قدیمی، شہرہ آفاق

حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

خود ملیں یا جوابی خط لکھیں پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰ گوجرانوالہ

پتہ

برائے فروخت

مکمل شاہکار کمپوزنگ سسٹم ۲ عدد کمپیوٹرز بمعہ لیزر پرنٹر، سٹیبلائزر وغیرہ)

مکمل چالو حالت میں

انتہائی کم قیمت پر

خلیل ۳/۱ دارالنصر غربی ربوہ فون ۸۸۱